



## سوال

(221) بینک میں جمع شدہ رقم پر زکوٰۃ

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے تقریباً پچاس ہزار روپیہ بینک میں جمع کروا رکھا ہے، ضرورت کے مطابق رقم نکلوانا اور جمع کروانا رہتا ہوں، اس رقم پر مجھے کچھ منافع دیا جاتا ہے کیا اسے استعمال کیا جاسکتا ہے؟ اور زکوٰۃ کے متعلق کیا اصول ہے کیا صرف منافع پر ہی زکوٰۃ اور اصل رقم دونوں پر؟ کتاب و سنت کی روشنی میں تفصیل سے جواب دیں۔

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

بینک جو رقم منافع کے طور پر دیتا ہے شرعی اعتبار سے وہ سود ہے، نام کے بدلنے سے حقیقت نہیں تبدیل ہوتی، اس لیے ایک مسلمان کو اس قسم کے ”منافع“ سے پرہیز کرنا چاہیے جو سود ہی کا نام ہے، اے تعالیٰ نے واضح طور پر اسے حرام کہا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا ۗ [1]

”اے تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔“

اس سے اجتناب نہ کرنے والے کو اپنے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ قرار دیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِمَحْزَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۗ [2]

”اگر تم سودی کاروبار کو ترک نہیں کرو گے تو اس کے رسول سے لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔“

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ا صلی اللہ علیہ وسلم نے سولینے والے، دینے والے، اس کی دستاویز تیار کرنے والے اور اس کی گواہی دینے والے پر لعنت کی ہے اور فرمایا کہ یہ سب گناہ میں برابر ہیں۔ [3]

سود کی شکل میں بینک کے ”منافع“ کو استعمال کرنا کس قدر سنگین جرم ہے اس کا اندازہ درج ذیل حدیث سے لگایا جاسکتا ہے رسول ا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

”دانستہ طور پر سود کا ایک درہم کھانا چھتیس مرتبہ بدکاری کرنے کے برابر ہے۔“ [4]



حضرت عبد بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس قوم میں زنا اور سود پھیل جاتا ہے وہ خود پرا کا عذاب حلال قرار دے لیتے ہیں۔“ [5]

ان احادیث کی روشنی میں ایک مسلمان کو تنبیہ ہے کہ وہ سود سے پرہیز کرے، اس سے دنیا اور آخرت تباہ ہونے کا اندیشہ ہے۔ زکوٰۃ کے متعلق یہ اصول ہے کہ جو مال تجارت میں لگا ہوا ہو، سال گزر جانے کے بعد اس سے زکوٰۃ دی جائے بشرطیکہ وہ نصاب کو پہنچ جائے اور جو رقم بینک میں پڑی ہے، اس سے انسان خود زکوٰۃ ادا کرے، ”منافع“ یعنی سودی رقم اس کی نہیں اور نہ ہی اس سے زکوٰۃ دینے کی ضرورت ہے، صارف کو صرف اپنی رقم کی زکوٰۃ نکالنی چاہیے، زکوٰۃ کے سلسلہ میں بینک کے رحم و کرم پر اکتفا نہ کیا جائے کہ اس کی کاٹی ہوئی ”زکوٰۃ“ کو کافی خیال کر لیا جائے، کیونکہ بینک اس کھاتے میں زکوٰۃ کاٹتا ہے جس پر سود دیتا ہے، کرنٹ کھاتے سے زکوٰۃ نہیں لی جاتی، جتنی زکوٰۃ کاٹی جاتی ہے اس سے کہیں زیادہ اصل رقم کے ساتھ سود شامل کر دیا جاتا ہے، اس لیے صارف بینک میں پڑی ہوئی اپنی رقم کی خود زکوٰۃ ادا کرے۔ (وا اعلم)

[1] البقرہ: ۲۷۵۔

[2] البقرہ: ۲۷۵۔

[3] صحیح مسلم، البیوع: ۱۵۹۸۔

[4] مسند امام احمد، ص: ۲۲۵، ج ۵۔

[5] صحیح الترغیب، البیوع: ۱۸۶۰۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

## فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد: 3، صفحہ نمبر: 203

محدث فتویٰ